تفسیر السراج المنیر (علامہ الخطیب الشربینی 977ھ) کی خصوصیات، منہج اور اسلوب کا تحقیقی جائزہ

URDU–ṬĀFṢEER ĀL-ṢĪRĀJ-ŪL-MŪNEER (ĀLLMĀ KḤĀṬEEB ṢḤĀRBEENĪ 977) CRITICAL VIEW FOR CHARACTERISTICS, PATTERN AND METHOD

Muhammad Israr Khan*, Dr. Mohammad Riaz Khan **

The Scholar Islamic Academic Research Journal || Web: www.siarj.com || P. ISSN: 2413-7480 || Vol. 3, No. 2 || July-December 2017 || P. 115-137

DOI: 10.29370/siarj/issue5ar7

URL: https://doi.org/10.29370/siarj/issue5ar7

License: Copyright c 2017 NC-SA 4.0

ABSTRACT:

This article describes the methodology and characteristics of tafsir "Āl Ṣīrāj ūl Mūnīr".This are one of finest work of Āllmā Kḥāṭeeb āl Ṣḥārbīnī a 10th century prominent interpreter. Several editions of this Ṭāfṣīr have been published. However, the edition of" Mākṭbeā Bolāq Ālāmīreeyā, Ālqāḥerā (publication year: 1285 A.H)" published in four volumes is selected for this study. This interpretation is based on conventional narrations, authentic quotations from the Islamic scholars and lingual and grammatical discussions. As a witness, causes of verses(Āṣbāb-e-Nūẓūl), Mākkī and Māḍānī Ṣūrāḥ's(chapters),the abrogating and abrogated verses (Ālnāṣīkḥ Wālmānṣūkḥ) and Islamic jurisprudence have been discussed in it where needed. The quality of this translation which is admirable is that mostly authentic Āḥāḍīṯḥ from original sources and references to well-known basic books.

KEYWORDS: Ālṣīrāj ūl mūnīr, Mūḥāmmāḍ bīn Mūḥāmmāḍ

* PhD Scholar Department of Islamic & Religious Studies Hazara University, Manshera, Email:Israrhasher295@gmail.com

** Assistant Professor Department of Islamic & Religious Studies Hazara University, Manshera , Email: drriaznuml@yahoo.com

Ālkhạ̄ṭeb Ālṣḥārbīnī, Ṭāfṣīr, Qūrān.

کلیدی الفاظ: السراج المنیر، محمد بن محمد، الخطیب الشربینی، تفسیر، قرآن

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو سیدنا محمد ﷺ پر تئیس سال کی مدت میں نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ کے کلام ہونے کی وجہ سے وہ ایک بحرِ بے کراں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے لیکر آج تک مختلف جہات اور اسلوب و انداز سے اس کی تفسیریں لکھی گئی ہیں، اور ان شاءاللہ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

تفاسیر میں مفسرین کے مناہج اور اسلوب و انداز مختلف ہوا کرتے ہیں۔ ان تفاسیر میں سے ایک تفسیر "السراج المنیر فی الاعانة علی معرفة بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر" ہے، جو شمس الدین، محمد بن محمد الخطیب الشربینی الشافعی (المتوفی: 977ھ) کی ہے۔ ہم اس مقالہ میں خطیب شربینی رحمہ اللہ کی حالاتِ زندگی، آپ کی تفسیر کی خصوصیات اور منہج بیان کریں گے۔

آپ کا پورا نام شمس الدین محمد بن محمد ہے، نسبت شربینی ہے اور اطرافِ عالم میں خطیب شربینی سے مشہور ہوئے۔ تاریخِ پیدائش معلوم نہیں، آپ کی نشوونما چونکہ "شربین" نامی شہر میں ہوئی، اسی وجہ سے آپ "شربینی" کہلائے۔ آپ دسویں صدی کے ایک متبحر عالم تھے، قاہرہ (مصر) کے رہنے والے شافعی المسلک تھے، آپ اپنے زمانے کے بڑے عالم اور مفسر تھے۔ آپ نے بچپن میں قرآن مجید حفظ کر کے لاتعداد معاصر علماء سے استفادہ کیا تھا، جن میں شیخ احمد البرلسی ملقّب بعمیرہ، شیخ شہاب الدین الرّملی، اور شیخ ناصر الدّین الطّبلاوی کے اسماء قابلِ ذکر ہیں۔ عصر کے بعد جمعرات کے دن 2 شعبان المعظم 977ھ کو فوت ہوئے۔[1]

تفسیر "السراج المنیر" کی چند اہم خصوصیات:

علامہ خطیب شربینی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں مندرجۂ ذیل امور کا اہتمام کرتے ہیں:

1 آپ کی یہ تفسیر نہ تو زیادہ طویل ہے اور نہ زیادہ مختصر کہ فہمِ معنی میں مخل ہو۔

2 مؤلف رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں سلف صالحین سے استفادہ کیا ہے۔

3 آپ بیضاوی، زمخشری اور بغوی رحمہم اللہ کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ اکثر ان کے اقوال قبول فرماتے ہیں جبکہ بعض مقامات پر ان کی تردید بھی کرتے ہیں۔

4 حدیث صحیح اور حسن کے سوا دیگر احادیث ذکر نہیں کرتے، زمخشری اور بیضاوی رحمہما اللہ پر اس لئے تنقید کرتے ہیں کہ انہوں نے سورتوں کے فضائل کے بارے میں احادیثِ موضوعہ ذکر کی ہیں، اگر

آپ اپنی تفسیر میں کسی جگہ ضعیف حدیث ذکر کرتے ہیں، تو اس کے ضعف پر روشنی ڈالتے ہیں۔

5　تفسیری نکات ذکر کرنے کے علاوہ بعض سوالات ذکر کرکے ان کے جوابات دیتے ہیں۔

6　قرآنی آیات کا ربط و مناسبت واضح کرتے ہوئے شرعی احکام کے براہین اور دلائل بیان کرتے ہیں۔

7　آپ شافعی المسلک ہیں، اس لئے فقہاء کرام رحمہم اللہ کے اقوال ذکر کرکے امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔

8　اکثر و بیشتر اسرائیلی واقعات پر رد فرماتے ہیں لیکن پھر بھی آپ کی تفسیر اسرائیلی واقعات سے خالی نہیں۔

9　فرقِ باطلہ کے اقوال بیان کرکے ان کی تردید کرتے ہیں۔

اب ہم مختصراً السراج المنیر کے منہج کو بیان کرتے ہیں۔

تفسیر بالروایہ میں علامہ شربینی رحمہ اللہ کا منہج:

تفسیر بالروایہ وہ ہوتی ہے، جس میں قرآن کی تفسیر قرآن کریم، سنتِ نبویہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول اقوال کی روشنی میں کی جاتی ہے۔ تفسیر بالروایہ کو تفسیر بالماثور اور تفسیر بالنقل بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ شربینی رحمہ اللہ اپنی تفسیر "سراج المنیر" میں قرآن کی تفسیر قرآن، احادیث اور صحابۂ کرام و تابعین کے اقوال سے کرتے ہیں۔ جس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

1　سورۂ بقرہ کی آیت: (فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ)[2] کی تفسیر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں: ان کلمات سے مراد وہ دعا ہے جو سورۂ اعراف کی اس آیت میں ہے: (قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ)[3]۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"فتلقى آدم من ربه كلمات" أي:استقبلها بالأخذ والقبول والعمل بها حين علمها وهي"ربنا ظلمنا أنفسنا"[4] وقيل: سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدّك لا إله إلا أنت ظلمت نفسي فاغفر لي إنه لا يغفر الذنوب إلا أنت.[5]

2　سورۂ مائدہ کی آیت: " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ "میں" وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ"[6] کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس میں با تبعیض کے لئے ہے یعنی راس سے مراد بعضِ راس ہے اور پھر مقدارِ ممسوح کا بیان حدیثِ فعلی سے کرتے ہیں۔

"وامسحوا برؤسكم"أي: ببعضها. لما روى مسلم «إنه ﷺ مسح بناصيته وعلى عمامته» واكتفى بمسح البعض لأنه المفهوم من المسح عند إطلاقه۔[7]

3 اللہ تعالیٰ کے قول: " إنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ "[8] میں لفظِ "الكنود" کی تفسیر کرتے ہوئے متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

"لكنود"قال ابن عباس: لكفور جحود لنعم الله تعالى.وقال الكلبي: هو بلسان ربيعة ومضر الكفور وبلسان كندة وحضرموت العاصي.وقال الحسن: هو الذي يعدّ المصائب وينسى النعم.وقال أبو عبيدة: هو قليل الخير والأرض الكنود التي لا تنبت شيئاً، وفي الحديث عن أبي امامة هو الذي يأكل وحده ويمنع رفده ويضرب عبده. وقال الفضيل بن عياض: الكنود الذي أنسته الخصلة الواحدة من الإساءة الخصال الكثيرة من الإحسان، والشكور الذي أنسته الخصلة الواحدة من الإحسان الخصال الكثيرة من الإساءة. "[9]

فقہی احکام و مسائل بیان کرنے کا اہتمام:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، جس پر عمل کرنے میں دونوں جہاں کی کامیابی ہے،اس میں اگر ایک طرف توحید رسالت اور بعث بعد الموت وغیرہ عقائد کا بیان ہے، تو دوسری طرف احکامِ فقہیہ بھی اس میں بیان کئے گئے ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے:

" وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ "[10]

"اور اتاری ہم نے تجھ پر کتاب کھلا بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت اور خوش خبری حکم ماننے والوں کے لئے۔"

رسول اللہ ﷺ کی حیات میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو کوئی مشکل پیش آتی، وہ آپ ﷺ کی طرف رجوع کرتے آپ ﷺ ان کی اس مشکل کو حل فرماتے۔

آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو جب کوئی نیا مسئلہ پیش آتا، تو پہلے قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے، جب اس میں نہ پاتے تو سنت رسول اللہ ﷺ میں تلاش کرتے، اور جب اس میں بھی وہ مسئلہ انہیں نظر نہ آتا، تو اپنی رائے اور اجتہاد کے ذریعے قرآن و سنت سے اس مسئلہ کا استنباط و استخراج کرتے۔

یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ " على صاحبها الف الف سلام وتحيه " کو ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کے احکام مستنبطہ اور مسائلِ متخرجہ کی شکل میں ایک مجموعہ نصیب فرمایا، جس سے آج تک امت محمدیہ "

علی صاحبھا الف الف سلام وتحیہ " برابر استفادہ کر رہی ہے اور قیامت تک (ان شاءاللہ) استفادہ کرتی رہے گی۔

مفسرین آیات الاحکام کی تفسیر کے سلسلے میں فقہاءِ امت کے اقوال ذکر کر کے اپنے امام کے مذہب کی تائید کے لئے سلف صالحین کے اقوال پیش ذکر کرتے ہیں، اور دوسرے مذاہب پر رد کر کے ان کے دلائل کے جوابات دیتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر "روح المعانی"، امام رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب" اور امام قرطبیؒ رحمہ اللہ نے "الجامع الاحکام القران" میں ایسا ہی کیا ہیں۔

علامہ خطیب شربینی رحمہ اللہ بھی ان مفسرین میں سے ہیں، جو قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے احکام فقہیہ کے بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، لیکن آپ نہ تو دوسروں کی طرح احکام فقہیہ بیان کرنے میں توسع سے کام لیتے ہیں، اور نہ مذاہب فقہیہ کے درمیان اختلافات کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں، ہاں بعض مقامات پر آپ نے قدرے تفصیل بیان کی ہے۔

مسائلِ فقہیہ بیان کرنے میں آپ کا منہج کچھ یوں ہے:

1 مذہب شافعی کی طرف میلان رکھتے ہیں۔

2 اقوال فقہاء پیش کر کے ان کے درمیان منافشہ نہیں کرتے۔

3 کبھی اقوال بیان کر کے ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دیتے ہیں۔

اس اجمال کی تفصیل مثالوں کے ذریعے درج ذیل سطور میں واضح کرنے کی کوشش کروں گا۔

علامہ شربینی رحمہ اللہ چونکہ شافعی المسلک ہے، اس لئے آپ عموماً امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دیتے ہیں، آپ جب کسی ایسی آیت کی تفسیر کرتے ہیں جو کسی حکم پر مشتمل ہو تو کبھی آپ صرف امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے اور قول پر اکتفیٰ کرتے ہیں اور کبھی دوسرے فقہاء کے اقوال وآراء بھی ذکر کرتے ہیں، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے اس کی رائے کو دوسروں کی رائے پر مقدم کرتے ہیں۔

آپ کا یہ منہج مندرجہ ذیل مثالوں سے واضح ہوتا ہے۔

1 اللہ تعالیٰ کے قول: "أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا"[11] کی تفسیر کے سلسلے میں غیر محصن کی سزا کے بارے میں صرف امام شافعی رحمہ اللہ کے قول پر اکتفیٰ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر غیر محصن (غیر شادی شدہ مرد اور عورت) زنا کرے تو ان کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی

ہے۔ تغریب عام(ایک سال کے لئے جلاوطن کرنا)صرف امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہے، باقی ائمہ اس کے قائل نہیں۔[12]

2 سورۂ مجادلہ کی آیت:"وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا ذَلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ"[13] کی تفسیر کے سلسلے میں رقبہ کے بارے میں صرف امام شافعی کے قول اور رائے ذکر کرنے پر اکتفیٰ فرماتے ہیں کہ رقبہ مؤمنہ ہوگا اور رقبہ کافرہ کفارۂ ظہار میں جائز نہیں:

فقال عز من قائل:"فتحرير"أي: فعليهم بسبب هذا الظهار والعود تحرير"رقبة"مؤمنة فلا تجزىء كافرة قال تعالى في كفارة القتل:"فتحرير رقبة مؤمنة"[14]

بعض مقامات پر علامہ شربینی رحمہ اللہ آیت کی تفسیر کے تحت حکم شرعی میں جب مجتہدین رحمہم اللہ کا اختلاف بیان کرتے ہیں تو وہاں پر فقہاء کے صرف اقوال ذکر کرتے ہیں ان کے درمیان مناقشہ نہیں کرتے اور نہ کسی قول کو صراحتاً ترجیح دیتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اس حکم شرعی کے بارے میں فقہاء کے اقوال بغیر ترجیح کے ذکر کرتے ہیں۔اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

1 اللہ تعالیٰ کے قول:"وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى "[15]کی تفسیر کے تحت شہادت کے مسئلہ کے بارے میں مجتہدین عظام کے اقوال بیان فرماتے ہیں:

"واستشهدوا" أي: وأشهدوا" شهيدين" أي: شاهدين "من رجالكم" أي: البالغين الأحرار والمسلمين دون الصبيان والعبيد والكفار، وأجاز ابن سيرين شهادة العبيد، وأبو حنيفة شهادة الكفار بعضهم على بعض-[16]

2 آیت :"وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ"[17]کی تفسیر کرتے ہوئے اس مسئلہ کے بارے میں فقہاء کرام کے اقوال وآراء پیش کرتے ہیں: کہ جب زوجین میں سے کوئی ایک غلام ہو تو اس صورت میں شوہر بیوی کو کتنی طلاق دے سکتا ہے۔

"تنبيه:اختلف العلماء فيما إذا كان أحد الزوجين رقيقاً، فذهب الأكثر ومنهم الشافعي رضي

الله تعالى عنه إلى أنه يعتبر عدد الطلاق بالزوج، فالحر يملك على زوجته الأمة ثلاث طلقات، والعبد لا يملك على زوجته الحرة إلا طلقتين وذهب الأقل ومنهم أبو حنيفة رضي الله تعالى عنه، إلى أن الاعتبار بالمرأة في عدد الطلاق كالعدّة، فيملك العبد على زوجته الحرة ثلاث طلقات ولا يملك الحر على زوجته الأمة إلا طلقتين."[18]

بعض اوقات آپ کسی فقہی مسئلہ میں اختلاف ذکر کرکے فقہاء کے اقوال میں سے کسی ایک قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے قول: "وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنْكُمْ فَآذُوهُمَا فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا عَنْهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَحِيمًا" [19] کے تحت اس مسئلہ میں اختلاف بیان کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اسلام شرائط احصان میں سے ہے، اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نہیں۔ آخر میں حدیث نقل کر کے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے کو رد کرکے شوافع کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔[20]

عقائد بیان کرنے میں آپ کا منہج:

خطیب شربینی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں عقائد بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، تاکہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کو آیاتِ قرآنیہ سے ثابت کرکے فرقِ باطلہ کے عقائد کو رد کریں۔ خصوصاً آپ معتزلہ کے عقائد و آراء پر رد کرتے ہیں، لیکن آپ کی تفسیر میں باقی تفاسیر کی طرح مباحثِ عقلیہ اور دلائلِ عقلیہ کی بہتات نہیں۔ آپ اپنی تفسیر میں الٰہیات، نبوات اور مغیبات وغیرھا عقائد بیان کرتے ہیں:

الإلاهيات :

علامہ شربینی رحمہ اللہ ان آیات میں تاویل کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان ہو یا ان میں تشبیہ کا وہم ہو جیسے ید (ہاتھ)، وجہ (چہرہ) اور استواء علی العرش والی آیات۔ ان آیات میں تاویل کرکے اس کے بارے میں علماء کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ آپ کا یہ منہج مندرجہ ذیل مثالوں سے واضح ہو جاتا ہے۔

1　آیت: (تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ)[21] کی تفسیر کرتے ہوئے عین کی تاویل یوں فرماتے ہیں:

"تجري"أي:السَفينةَ"بأعيننا"أي: محفوظةَ من أنْ تدخل بحر الظلمات، أو يأتي عليها غير ذلك من الآفات بحفظنا على مالنا من العظمة حفظ من ينظر الشيء بأعين كثيرة ولا يغيب عنه أصلاً."[22]

2　آیت: "ذَلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ"[23] کی تفسیر کے ضمن میں وجہ کی تاویل ذات اور جہت

سے کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"أي: ذاته أو جهته وجانبه أي: يقصدون بمعروفهم إياه خالصاً لوجهه كقوله تعالى"إلا ابتغاء وجه ربه الاعلى" أي: يقصدون جهة التقرب إلى الله تعالى لا جهة أخرى، والمعنيان متقاربان ولكن الطريقة مختلفة۔"[24]

النبوات(رسالت):

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ رسالت کا ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان رسول ایک واسطہ ہوتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ رسول کے ذریعے اپنے احکامات بندوں تک پہنچاتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"يا أَيُّها الرَّسولُ بَلِّغْ ما أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعل فَما بَلَّغْتَ رِسالَتَه واللَّه يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّه لا يَهْدي الْقَوم الْكافِرِين"[25]

"اے رسول پہنچادے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے اور اگر ایسا نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام اور اللہ تعالیٰ تجھ کو بچالے گا لوگوں سے بے شک اللہ تعالیٰ راستہ نہیں دکھلاتا قومِ کفار کو۔"

آیات کی تفسیر کے ضمن میں آپ رسالت سے متعلق اہم مسائل ذکر کرتے ہیں:

شفاعت:

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام اور صلحاء گناہ گار مسلمانوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ چنانچہ اس پر کئی آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں۔

معتزلہ اس شفاعت کے منکر ہیں وہ قرآن کی آیت:

"واتَّقُوا يوما لَا تَجْزِي نَفْس عَن نَفْسٍ شَيئا وَلَا يقْبل منْها شَفَاعَة وَلَا يؤْخذُ منْها عدْلٌ وَلَا هم ينصرون"[26]

سے شفاعت کی نفی پر استدلال کرتے ہیں۔

علامہ شربینی رحمہ اللہ شفاعت کا اثبات کرکے معتزلہ کے اس استدلال کا جواب دیتے ہیں۔چنانچہ آپ اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"وقد تمسكت المعتزلة بهذه الآية على نفي الشفاعة لأهل الكبائر وأجاب أهل السنة عن ذلك بأجوبة منها: أن الآية مخصوصة بالكفار للآيات والأحاديث الواردة في الشفاعة ويؤيد

هذا أنّ الخطاب معهم وعلى هذا يتمشى قول البيضاوي المار ويكون المراد حينئذ أنه ليس لها شفاعة فتقبل كما قال تعالى حاكياً عنهم"فما لنا من شافعين"-ومنها: أنّ الآية نزلت رداً لما كانت اليهود تزعم أنّ آباءهم تشفع لهم.ومنها: أنها لا تشفع إلا بإذن الله."[27]

عصمتِ انبیاء کرام علیہم السلام:

اہل سنت والجماعت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں۔ اور یہ مسئلہ مفسرین حضرات تفاسیر میں مختلف آیات کے ضمن میں بیان فرماتے ہیں۔

علامہ شربینی بھی کئی آیات کی تفسیر میں عصمتِ انبیاء کرام کو مدلل انداز میں بیان میں بیان فرماتے ہیں اور منکرین پر رد کرتے ہیں۔ چنانچہ آیت: "قَالَا رَبَّنَا ظَلَمنَا أَنْفُسنَا وإِنْ لَم تَغْفِرْ لَنَا وتَرحَمنَا لَنَكُونَنَّ مِن الخَاسرين"[28] کی تفسیر کے ضمن میں عصمت انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ بیان فرماتے ہیں اور جو لوگ عصمتِ انبیاء علیہم السلام کے قائل نہیں تو ان پر رد فرماتے ہیں۔[29]

المغيبات:

علامہ شربینی مختلف آیات کی تفسیر کے ضمن میں امورِ غیبیہ کا اثبات کرتے ہیں، اور ان مغیبات کے منکرین پر رد فرماتے ہیں۔ نمونہ کے لئے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

1 آیت: "الَّذِينَ يؤْمنُونَ بالْغَيْب"[30] کی تفسیر کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں: "الذين يؤمنون بالغيب"أيَ: يصدّقون بما غابَ عنهم من البعث والجزاء والجنة والنار والصراط والميزان،[31]

2 حشر بھی مغیبات میں سے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اولین و آخرین کو میدانِ حشر میں جمع فرمائیں گے، اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آیت: "ويوم نُسَيِّر الجْبَالَ وتَرى الْأَرض بَارِزَةً وحشَرنَاهم فلَم نُغَادِر منْهُمْ أَحدَا"[32] کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"وحَشرنَاهم" أي: الخلائق قهراً إلى الوقت الذي تنكشف فيه المخبآت وتظهر القبائح والمغيبات ويقع الحساب فيه على النقيروالقطميروالناقد فيه بصير"فلم نغادر"أن نترك"منهم"أي:الأولين والآخرين"أحداً"لأنه لا ذهول ولا عجز، ونظيره قوله تعالى:"قل إن الأولين والآخرين لمجموعون إلى ميقات يوم معلوم"[33]

اعتقادیات ذکر کر کے آپ اہلِ سنت والجماعت کے مذہب کو ترجیح دیتے ہیں اور اسے دلائلِ نقلیہ اور عقلیہ سے ثابت کرتے ہیں اور جو مذہب اہلِ سنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف ہو، اسے رد کرتے ہیں۔

تسمیہ کی تفسیر میں علامہ شر بینی رحمہ اللہ کا منہج و اسلوب:

علامہ شر بینی رحمہ اللہ ہر سورت کی ابتداء میں تسمیہ کی تفسیر اس سورت کے مضمون اور موضوع کے مناسبت سے کرتے ہیں اور یہ منہج آپ کی تفسیر کے مطالعہ سے واضح ہوتی ہے، جس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

1　　سورۂ فاتحہ کی ابتداء میں تسمیہ کی تفسیر ان الفاظ سے کرتے ہیں ۔

"بسم الله"أي: الملك الأعظم الذي لا نعبد إلا إياه،"الرحمن" أي: الذي عم بنعمتي إيجاده وبيانه جميع خلقه أسفله وأعلاه أدناه وأقصاه"الرحيم" أي: الذي خص من بينهم أهل وده برضاه۔[34]

"(بسم اللہ) اس بڑے مالک (بادشا ہ) کے نام سے شروع کرتاہوں کہ ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں(الرحمٰن)، وہ ذات جس کی نعمتیں اپنے تمام مخلوق کو عام ہیں چاہے وہ اسفل ہو یا اعلی مسلمان ہو یا کافر (الرحیم)،وہ ذات جس نے اپنے متبعین(مسلمانوں) کو اپنی رضا یعنی ہدایت کے ساتھ خاص کیا ہے۔"

2　　سورۂ نصر کی ابتداء میں بسم اللہ کی تفسیر یوں کرتے ہیں۔

"بسم الله"الذي له الأمر كله فهو العليم الحكيم"الرحمن"الذي أرسلك رحمة من الله العلي العظيم"الرحيم" الذي خص أهل وده بفضله العميم۔[35]

"(بسم اللہ)اس ذات کے نام سے شروع کرتاہوں جو علیم و حکیم ہے(الرحمٰن)وہ ذات جس نے آپ ﷺ کو اپنی طرف سے رحمت بنا کر بھیجا (الرحیم)وہ ذات جس نے اپنے پیاروں کو اپنے عام فضل کے ساتھ خاص کیا۔"

سورتوں کے فضائل کے بارے میں علامہ شربینی رحمہ اللہ کا منہج:

علامہ شربینی رحمہ اللہ نے سورت کے آخر میں اس کے فضائل بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔چونکہ آپ نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ وہ روایاتِ صحیحہ اور حسنہ ذکر کریں گے[36] اس لئے اگر کسی سورت کے فضائل کے بارے میں ضعیف یا موضوعی روایات آئی ہوں تو انہیں ذکر کرکے ان پر ضعف یا وضع کا حکم لگاتے ہیں۔خاص کر وہ روایات جنہیں علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تبعاًللزمخشری سے نقل کرتے ہیں۔اس کی چند مثالیں مندرجۂ ذیل ہیں۔

1　　سورۂ اخلاص کے آخر میں اس کے فضائل ذکر کرتے ہیں۔

وما رواه البيضاوي من أنها تعدل ثلث القرآن فرواه البخاري، ومن أنه ﷺ سمع رجلاً يقرؤها الخ فرواه الترمذي والنسائي وغيرهما.[37]

2 سورۂ اعراف کے آخر میں اس کے فضائل بحوالہ بیضاوی ذکر کرکے اس پر وضع کا حکم لگاتے ہیں۔

والحديث الذي ذكره البيضاوي تبعاً للزمخشري وهو: «من قرأ سورة الأعراف جعل الله يوم القيامة بينه وبين إبليس ستراً وكان آدم شفيعاً له يوم القيامة» حديث موضوع.[38]

3 سورۂ ہود کے فضائل کے سلسلے میں بیضاوی رحمہ اللہ کی روایت ذکر کرکے اس پر وضع کا حکم لگاتے ہیں۔

وقول البيضاوي تبعاً للزمخشري عن رسول الله ﷺ: «من قرأ سورة هود أعطي من الأجر عشر حسنات بعدد من صدّق بنوح ومن كذب به وهود وصالح وشعيب ولوط وإبراهيم وموسى وكان يوم القيامة من السعداء» حديث موضوع.[39]

سورتوں اور آیات کے درمیان ربط اور مناسبت بیان کرنے میں آپ کا منہج

علوم القرآن میں سے ایک اہم بحث جس کی طرف مفسرین توجہ دیتے ہیں وہ قرآن کی سورتوں اور آیات کے درمیان ربط و مناسبت بیان کرنا ہے۔

علماء کے چند اقوال ذکر کئے جاتے ہیں، جن سے اس بحث (سورتوں اور آیات کے درمیان ربط اور مناسبت بیان کرنے) کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

1 امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَكْثَر لَطَائِف الْقرْآن مودعَةٌ فِي التَّرتيبات والرَّوابط-[40]

"قرآن کے اکثر لطائف اور رموز سورتوں اور آیات کے درمیان ربط و مناسبت میں پوشیدہ ہیں۔"

2 قاضی ابو بکر ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ارتباطُ آيِ الْقُرآن بعضِها ببعضٍ حتَّى تَكُونَ كَالْكَلمَة الْوَاحدَة متَّسقَةَ الْمعَانِي منتظمَةَ الْمبَانِي علْمٌ عظيمٌ-[41]

"قرآنی آیات کا ایک دوسرے سے ربط بیان کرنا بہت بڑا علم ہے حتی کہ اس کی وجہ سے وہ ایک ایسے کلمہ کی مانند معلوم ہوتا ہے جس کے معانی اور الفاظ مرتب ہوں۔"

3 علامہ حسین ذہبی رحمہ اللہ مفسر کے لئے منہج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

رابعاً: مراعاة التناسب بين الآيات، فيبيّن وجه المناسبة، ويربط بين السابق واللاحق من آيات القرآن، حتى يوضّح أن القرآن لا تفكك فيه، وإنما هو آيات متناسبة يأخذ بعضُها بحجز

بعض.[42]

"مفسر کو چاہیئے کہ وہ تفسیر کرتے ہوئے قرآنی آیات کے درمیان مناسبت کی رعایت رکھے پس وہ وجہ مناسبت بیان کرے اور اگلی اور پچھلی آیات کے درمیان ربط بیان کرے حتیٰ کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ قرآن کے درمیان کوئی انفکاک (دراڑ) نہیں اور اس کی آیات متناسب ہیں جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔"

علامہ شربینی رحمہ اللہ عام طور پر تین قسم کے ربط و مناسبت بیان کرتے ہیں:

1 سورت کے اول اور آخر کے درمیان ربط و مناسبت۔

2 آیات کے درمیان ربط و مناسبت۔

3 سورتوں کا آپس میں ربط و مناسبت۔

سورت کے اول و آخر کے درمیان ربط و مناسبت

1 سورۂ فاتحہ کے آخر میں آپ نے "فائدہ" کا عنوان قائم کیا اور اس میں آپؒ نے سورت کے اول اور آخر کے درمیان مناسبت کو بیان کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے: سورت کا اول حمد و ثنا اور آخر مذمت پر مشتمل ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ نیکی اور سعادت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے سے حاصل ہوتی ہے اور آفات و مصائب وغیرہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے نازل ہوتی ہیں۔

عبارتِ شربینی رحمہ اللہ ملاحظہ کیجئے:

فائدة: أول السورة مشتمل على الحمد لله والثناء عليه والمدح له وآخرها مشتمل على الذم للمعرضين عن الإيمان به والإقرار بطاعته وذلك يدلّ على أنّ مطلع الخيرات وعنوان السعادات هو الإقبال على الله ومطلع الآفات ورأس المخالفات هو الإعراض عن الله تعالى والبعد عن طاعته والاجتناب عن خدمته.[43]

2 سورۂ مومنین کی تفسیر کے آخر میں آپ نے "فمن رحمته أفلح بما توفقه له" سے سورت کے اول اور آخر کے درمیان مناسبت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے: سورت کی ابتداء میں صفاتِ مذکورہ کو جو کوئی اپنائے گا وہ مؤمن ہوگا اور وہی جنت الفردوس کا وارث ہوگا اور کافر کے لئے خسران اور ناکامی ہے۔

فمن رحمته أفلح بما توفقه له من امتثال ما أشرت إليه أول السورة، فكان من المؤمنين وكان

من الوارثين الذين يرثون الفردوس هم فيها خالدون، فقد انطبق على الأول هذا الآخر بفوز كل مؤمن وخيبة كل كافر۔[44]

"سورت کی ابتداء میں صفاتِ مذکورہ کو جو کوئی اپنائے گا وہ مؤمنین میں سے ہوگا اور وہ جنت الفردوس کا وارث ہوگا، سورت کے شروع میں مؤمن کی کامیابی کا تذکرہ ہے اور آخر میں کافر کے لئے خسران اور ناکامی کا تذکرہ ہے۔ پس یوں سورت کے اول اور آخر کے درمیان مناسبت پیدا ہوگئی۔"

آیات کے مابین ربط و مناسبت

علامہ شربینی رحمہ اللہ آیات کے درمیان بھی مناسبت بیان کرنے کا بھی اہتمام کرتے ہیں جس کی وجہ سے پوری سورت ایک ہار کی مانند ہو جاتی ہے جیسا کہ آئندہ مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔

سورۂ بقرہ کی آیت: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ الخ)[45] اور اس سے پہلی والی آیات کے درمیان مناسبت یوں بیان فرماتے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے پچھلی آیات میں (سود) سے منع فرمایا تو بعد والی آیت (آیت مداینه) میں بیع سلم اور قرض کی اجازت فرمائی۔ اس طریقے سے دونوں آیتوں میں مناسبت پیدا ہوگئی۔[46]

سورتوں کے مابین ربط و مناسبت

آپ ایک سورت کی ابتداء کا ماقبل والی سورت کے آخر کے ساتھ مناسبت بیان کرتے ہیں۔ آپ کا یہ منہج چند مثالوں سے واضح ہوتا ہے۔

1　سورۂ رحمٰن کی تفسیر کے اول میں "تنبیہ" کا عنوان قائم کر کے سورۂ قمر اور سورۂ رحمٰن کے درمیان مناسبت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس سورت کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے ایک صفاتی نام "الرَّحْمٰن" سے ہوئی اور اس سے پہلی سورت "القمر" کا اختتام اللہ تعالیٰ کے دوسرے صفاتی نام "مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ" سے ہوا ہے جس سے دونوں سورتوں میں مناسبت پیدا ہوگئی۔

تنبيه: أول هذه السورة مناسب لآخر ما قبلها؛ لأنّ آخر تلك مليك مقتدر، وأول هذه أنه رحمن.[47]

2　سورۂ واقعہ اور سورۂ حدید کے درمیان مناسبت یوں واضح کرتے ہیں۔

سورۂ واقعہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے تسبیح کا حکم دیا تھا، جس کا منکرینِ بعث انکار کرتے تھے تو اس حکم کی تاکید کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی ابتداء تسبیح سے فرمائی۔[48]

اسبابِ نزول بیان کرنے میں آپ کا منہج واسلوب:

سبب نزول سے مراد یہ ہے کہ کوئی واقعہ یا حادثہ ہو جاتا ہے چنانچہ اس کے بارے میں ایک آیت یا کئی آیات کریمہ نازل ہوتی ہیں، تو اس واقعہ یا حادثہ کا نام "سببِ نزول" رکھا جاتا ہے۔ اور کبھی رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں حکمِ شرعی معلوم کرنے کے لئے یا امورِ دین میں سے کسی امر کے بارے میں پوچھنے کے لئے سوال کیا جاتا تھا، چنانچہ اس سوال کے جواب میں بعض آیاتِ کریمہ نازل ہو جاتیں تو اس کو بھی "سببِ نزول" کہا جاتا ہے۔

اس باب میں علامہ شربینی رحمہ اللہ بھی ممتاز نظر آتے ہیں، چنانچہ آپ آیات کی تفسیر میں اسبابِ نزول بکثرت بیان کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں آپ کا منہج یہ ہے:

آپ سببِ نزول کے بیان کرنے کا بکثرت اہتمام کرتے ہیں، بلکہ بعض دفعہ آپ کسی آیت کا ایک سے زیادہ سببِ نزول بغیر ترجیح کے ذکر کرکے اس کو اس کے راوی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے قول: (وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْأَوْنَ عَنْهُ وَإِنْ يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ)[49] کی تفسیر کرتے ہوئے اس کے سببِ نزول کے بارے میں دو قول بغیر ترجیح کے ذکر کرتے ہیں۔ ایک قول محمد بن الحنفیہ، سدّی اور ضحاک رحمہم اللہ کا ہے ان کے نزدیک یہ کفارِ مکہ کے بارے میں نازل ہوئی اور دوسرا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مقاتل رحمہ اللہ کا ہے ان کے نزدیک یہ آیت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی۔

قال محمّد بن الحنفية والسدّي والضحاك: نزلت في كفار مكة وقال ابن عباس ومقاتل في أبي طالب: كان ينهى الناس عن أذى النبي ﷺ ويمنعهم وينأى عن الإيمان به أي: يبعد حتى روي أنه اجتمع له رؤوس المشركين وقالوا: خذ شاباً من أحسن أصحابنا وجهاً وا دفع إلينا محمّداً فقال أبو طالب:ما أنصفتموني أدفع إليكم ولدي لتقتلوه وأربي ولدكم.[50]

کبھی قائل کی طرف نسبت کئے بغیر سببِ نزول ذکر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے قول: (وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ)[51] کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ولما قدم نصارىٰ نجران على النبي ﷺ أتاهم أحبار اليهود فتناظروا حتى ارتفعت أصواتهم، فقالت لهم اليهود:ما أنتم على شيء من الدين وكفروا بعيسى والإنجيل وقالت النصارى لليهود:ما أنتم على شيء من الدين وكفروا بموسى والتوراة أنزل الله تعالى:{وقالت اليهود ليست النصارى على شيء} أي: يعتدّ به وكفروا بعيسى والإنجيل {وقالت النصارى ليست اليهود على شيء} أي: يعتدّ به وكفروا بموسى والتوراة الخ[52]

بعض اوقات آپ کسی آیت کے سببِ نزول کے بارے میں مختلف اقوال نقل کرتے ہیں،ان میں سے کسی قول کی تصحیح کر کے اسے ترجیح دیتے ہیں۔یہ تصحیح کبھی صراحتاًاور کبھی ضمناًہوتی ہے۔چند مثالیں ملاحظہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے قول:(قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ)[53] کے سببِ نزول کے بارے میں فرماتے ہیں:اس میں اختلاف ہے اور اس میں مختلف اقوال ہیں۔یہاں پر بھی آپ نے قول اول کو صیغۂ معروف کے ساتھ ذکر کر کے اس کی تصحیح کی طرف اشارہ فرمایااور باقی اقوال کو صیغۂ تمریض" قيل "سے ذکر فرما کر اس کے ضعف کی طرف اشارہ فرمادیا۔[54]

اسی طرح سورۂ بقرہ کی آیت: (إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ)[55] کی تفسیر کرتے ہوئے سببِ نزول میں روایات کا اختلاف ذکر کرتے ہوئے ایک کی تضعیف اور دوسرے کی تصحیح فرماتے ہیں۔[56]

نسخ کے بارے میں آپ کا موقف و منہج:

علامہ شربینی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں جب نسخ اور ناسخ و منسوخ آیات کا ذکر کرتے ہیں تو اس میں آپ کا منہج واسلوب عام طور پر مندرجہ ذیل ہوتا ہے:

آپ منسوخ آیت کے ساتھ ناسخ آیت یا حدیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں: یہ آیت اس سے منسوخ ہے ۔

سورۂ بقرہ کی آیت:" كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ"[57] کی تفسیر کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں:

وهذا منسوخ بآية المواريث وبقوله ﷺ «إن الله أعطى كل ذي حق حقه ألا لا وصية لوارث».[58]

اس کے علاوہ بعض مقامات پر اختلاف فی النسخ ذکر کر کے کسی ایک قول کو ترجیح دیتے ہیں اور ایسے مقامات بہت کم ہیں جہاں پر آپ نے نسخ میں اختلاف ذکر کر کے کسی ایک قول کو ترجیح دی ہو۔

سورۂ احزاب کی آیت: " لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبًا"[59] کی تفسیر کرتے ہوئے اس کے منسوخ ہونے میں اختلاف نقل کر کے ایک جانب کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

واختلفوا هل أبيح له النساء من بعد؟ قالت عائشة: «ما مات رسول الله ﷺ حتى أحل الله له النساء» أي: فنسخ ذلك، وأبيح له أن ينكح أكثر منهن بآية {إنا أحللنا لك أزواجك}، فإن قيل: هذه الآية متقدمة وشرط الناسخ أ ن يكون متأخراً؟ أجيب: بأنها مؤخرة في النزول مقدمة في التلاوة، وهذا أصح الأقوال.[60]

علامہ شربینی رحمہ اللہ اور اسرائیلیات:

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ اسرائیلیات کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ پہلے اہل کتاب کے مذہب سے تعلق رکھتے تھے، بعد میں جب وہ مشرف بہ اسلام ہوئے اور قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی، تو انھیں قرآن کریم میں پچھلی امتوں کے بہت سے وہ واقعات نظر آئے جو انھوں نے اپنے سابقہ مذہب کی کتابوں میں بھی پڑھے تھے، چنانچہ وہ قرآنی واقعات کے سلسلے میں وہ تفصیلات مسلمانوں کے سامنے بیان کرتے تھے جو انھوں نے اپنے پُرانے مذہب کی کتابوں میں دیکھی تھیں، یہی تفصیلات اسرائیلیات کے نام سے تفسیر کی کتابوں میں داخل ہو گئی ہیں۔"[61]

دوسری تفاسیر کی طرح علامہ شربینی رحمہ اللہ کی تفسیر بھی بعض اسرائیلی واقعات کے اثر سے محفوظ نہیں ۔چنانچہ آپ کی تفسیر میں بھی بعض مواضع پر اسرائیلی واقعات کا تذکرہ ملتا ہے، جن پر تنبیہ کئے بغیر آپ ان کا ذکر کرتے ہیں۔البتہ جب آپ کسی ایسے واقعہ کو نقل کرتے ہیں جس سے کسی نبی کی عصمت متاثر ہوتی ہے تو آپ ضرور اس پر تنبیہ فرما کر اس کے ضعف کو واضح کرتے ہیں۔چند مثالوں سے علامہ شربینی رحمہ اللہ کا یہ منہج واضح ہو جاتا ہے۔

1 اللہ تعالیٰ کے قول:"وَكَذَلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا"[62] کی تفسیر کے تحت محمد بن اسحاق رحمہ اللہ کے حوالہ سے اصحابِ کہف کا واقعہ ذکر کر کے ان کے نام، غار میں جانے کا سبب، ان کی تعداد، ان کے کتے کا نام تفصیل سے بیان کیا ہے جنہیں قرآن نے اجمالا بیان کیا ہے اور یہ تفصیلات کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔

اسی طرح آیت: "سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا"[63] کے تحت اَصحابِ کہف کے نام، ان کی تعداد، ان کے کتے کا نام تفصیل سے بیان کیا ہے۔

روي عن ابن عباس أنه قال: هم مكشلمينا وتمليخا ومرطونس ويدنونس ودونواقس وكقشططونس وهو الراعي واسم كلبهم قطمير واسم مدينتهم أفسوس.[64]

ان مقامات پر آپ نے اس پر تنبیہ نہیں فرمائی ہے کہ یہ اسرائیلیات ہیں یا یہ روایات ضعیف ہیں کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ ان مفسرین پر رد فرماتے ہیں جو اصحاب کہف کے نام، ان کا وجہ تسمیہ اور ان کے کتے کے نام اور رنگ میں غور وخوض کرتے ہیں، اور اس میں تکلف سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

وفي تسميتهم بهذه الْأَسْمَاءِ واسم كَلْبِهِمْ نَظَرٌ فِي صِحَّتِه، وَاللَّهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ غَالِبَ ذلك متلقّى من أَهْلِ الْكِتَابِ[65]

عَلامہ شَنقیطی رحمہ اللہ اپنی تفسیر اضواء البیان میں ان روایات کو اسرائیلیات کہہ کر ان سے اعراض فرماتے ہیں:

واعلم أَنَّ قِصَّةَ أَصْحَابِ الْكَهْفِ وَأَسْمَاءَهُمْ، وفي أي مَحَلٍّ مِنَ الْأَرْضِ كَانُوا، كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَثْبُتْ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ زَائِدٌ عَلَى مَا فِي الْقُرْآنِ، وَلِلْمُفَسِّرِينَ فِي ذَلِكَ أَخْبَارٌ كَثِيرَةٌ إِسْرَائِيلِيَّةٌ أَعْرَضْنَا عَنْ ذِكْرِهَا لِعَدَمِ الثِّقَةِ بِهَا[66]

2　سورۂ نمل کی آیت: "وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ"[67] کی تفسیر کرتے ہوئے اس دابہ کی صفت، مکانِ خروج، کلام اور اس کے طول وغیرہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کا طول ساٹھ گز ہوگا اور اس کی چار ٹانگیں ہونگیں، اس کا سر بیل کی طرح، آنکھیں خنزیر کی طرح اور کان ہاتھی کی طرح ہونگیں اور یہ رکن یمانی یا کوہِ صفا سے نکلے گا اس کا کلام یہ ہوگا: ألا لعنة الله على الظالمين۔[68]

یہ مقام بھی ان مقامات میں سے ہے جس میں علامہ شربینی رحمہ اللہ نے اسرائیلیات نقل فرمائی ہیں اور اس کی وضاحت نہیں کی ہے کہ یہ روایات اسرائیلیات میں سے ہیں، حالانکہ علامہ شربینی رحمہ اللہ نے اس

دابۃ کی صفت، مکان خروج اور اس کے طول وغیرہ کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا ہے وہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور یہ سب اسرائیلیات ہیں۔

شیخ ابوحیان الاندلسی رحمہ اللہ ان روایات سے اعراض فرماتے ہیں جس میں دابۃ الارض کے بارے میں اس قسم کی تفاصیل بیان ہوئی ہیں۔

واختلفوا في ماهيَّتها، وشكْلها، ومحَلِ خُروجها، وعدد خروجها، ومقْدار ما تخْرج منْها، وما تفْعل بالنَّاس، وَمَا الذي تخْرج به،اختلافا مضطربا معارضا بعضه بعضا، ويكذّب بعضه بعضا فاطَّرحنا ذكْره، لأنَّ نقْله تسويدٌ للْورق بما لا يصحُّ، وتضْييع لزمان نقْله.[69]

البتہ جن مقامات پر اسرائیلی روایت سے کسی نبی پر قدغن لگتی ہے، تو وہاں پر آپ اس روایت کی بطلان پر تنبیہ فرماتے ہیں۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

1　سورۂ یوسف کی آیت: (ولَقَدْ همَّتْ به وهمَّ بها لَولَا أَنْ رأَى برهانَ ربِّه)[70] کی تفسیر کے تحت بہت ساری روایاتِ باطلہ اور اسرائیلیات ذکر کر کے انہیں غیر صحیح قرار دیتے ہیں، اس لئے کہ ان اقوال میں سیدنا یوسف علیہ السلام کی طرف غیر مناسب باتوں کی نسبت کی گئی ہے۔ اسی طرح علامہ زمخشری رحمہ اللہ اور امام رازی رحمہ اللہ کے حوالے سے بھی آپ نے ان اقوال کو رد کیا ہے۔[71]

2　سورۂ حج کی آیات: (وما أَرسلْنَا منْ قَبْلكَ من رسول ولَا نَبيٍ إلَّا إذَا تمَنَّى أَلْقَى الشَّيطَانُ في أُمْنيَّته فَينسخ اللَّه ما يلْقي الشَّيطَانُ ثُمَّ يحْكم اللَّه آياته واللَّه عليم حكيم)[72]○ کی تفسیر کے سلسلے میں علامہ شربینی رحمہ اللہ نے ایک موضوع اور من گھڑت واقعہ نقل کیا ہے، آخر میں امام رازی رحمہ اللہ کے حوالے سے اس واقعہ کو موضوع اور باطل کہا ہے اور اس پر قرآن وسنت اور عقلی دلائل قائم کئے ہیں۔

امام رازی رحمہ اللہ کے علاوہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ کا قول بھی اس کے مردود ہونے کے لیے بطور دلیل نقل کیا ہے۔

قال الرازي:هذه رواية عامة المفسرين الظاهرية أما أهل التحقيق فقد قالوا: هذه الرواية باطلة موضوعة، واحتجوا على البطلان بالقرآن والسنة والمعقول.

وقال البيضاوي:بعد أن ذكر بعض هذه القصة وهو مردود عند المحققين، وإن صح فابتلاء يتميز به الثابت على الإيمان عن المتزلزل فيه، انتهى.[73]

3　سورۂ ص کی آیات: (وهل أَتَاكَ نَبأُ الْخَصْمِ إذْ تَسوَّروا الْمحْرابَ (21) إذْ دخلُوا علَى داوود ففزِع منْهمْ قالُوا لَا تخَفْ خصْمان بغَى بعضنا علَى بعْضٍ فاحكُم بيننَا بالْحَقّ ولَا تُشْطط واهدنَا إلَى سواء الصِّراط (22) إنَّ هذَا أَخي لَه تسعٌ وتسعونَ نعجةً ولي نعجَةٌ واحدَةٌ فقَالَ

أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ (23) قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَى نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ (24))[74] کی تفسیر کرتے ہوئے ایک اسرائیلی واقعہ نقل فرماتے ہیں:

چونکہ اس واقعہ میں سیدنا داؤد علیہ السلام کی طرف گناہِ کبیرہ کی نسبت کی گئی ہے اس لئے امام شربینی رحمہ اللہ اس واقعہ پر امام رازی رحمہ اللہ کے حوالہ سے رد فرماتے ہیں: قال الرازي: والذي أدين الله تعالى به وأذهب إليه أن ذلك باطل لوجوه.[75]

نتائج البحث:

1　تفسیر میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، مفسرین اور فقہاء رحمہم اللہ کے اقوال بکثرت ذکر کرتے ہیں جس سے آپ کی وسعتِ علمی معلوم ہوتی ہے۔

2　آپ تفسیر بالنقل اور بالعقل دونوں کو پیش کرتے ہیں جس سے آپ کے علم تفسیر کا، تفسیر بالماثور اور تفسیر بالمنقول کا ایک حسین مجموعہ ہونے کا پتا چلتا ہے۔

3　تفسیر کا انداز و اسلوب آسان، واضح اور عام فہم ہے۔

4　مسائلِ فقہیہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف بیان کر کے امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

5　معتزلہ اور قدریہ وغیرہ فرقِ باطلہ پر رد کر کے اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کا دفاع کرتے ہیں۔

6　احادیثِ نبویہ میں صحیح و حسن اور قرأت میں سے قرأتِ متواترہ ذکر کرتے ہیں۔

7　مختلف مباحث میں فخر الدین رازی رحمہ اللہ کے انداز و اسلوب کو اختیار کرتے ہیں۔

8　مناسبت بین الآیات والسور اور تفسیر بسملہ میں امام مہائمی رحمہ اللہ اور امام بقاعی رحمہ اللہ کے انداز و اسلوب کو اختیار کرتے ہیں۔

9　علم صرف، علم نحو اور علوم بلاغت کے مباحث بیان کرنے سے ایک طرف آپ کا ان علوم کے ساتھ شغف معلوم ہوتا ہے تو دوسری طرف ان علوم میں آپ کی مہارت کی واضح دلیل ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

مراجع وحواشی:

[1] الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة، ج:3، ص:72/شذرات الذهب في أخبار من ذهب ج10، ص561

[2] البقرة:37

[3] الأعراف:23

[4] الأعراف:23

[5] السراج المنیر في الإعانة علی معرفة بعض معاني کلام ربنا الحکیم الخبیر، شمس الدین، محمد بن أحمد الخطیب الشربیني الشافعي (المتوفی:977هـ)، مطبعة بولاق (الأمیریة)–القاهرة، عام النشر:1285 هـ، ج1، ص51

[6] المائدة:6

[7] السراج المنیر، ج1، ص357

[8] العادیات:6

[9] السراج المنیر، ج4، ص577

[10] النحل:89

[11] النساء:15

[12] السراج المنیر: ج1، ص288

[13] المجادلة:3

[14] السراج المنیر: ج4، ص222

[15] البقرة:282

[16] السراج المنیر: ج1، ص187

[17] البقرة:229

[18] السراج المنیر: ج1، ص148

[19] النساء:16

[20] السراج المنیر: ج1، ص288

[21] القمر:14

[22] السراج المنیر: ج4، ص146

[23] الروم:38

24 السراج المنیر: ج3، ص171

25 المائدۃ: 67

26 البقرۃ: 48

27 السراج المنیر: ج1، ص56

28 الأعراف: 23

29 السراج المنیر: ج1، ص468

30 البقرۃ: 3

31 السراج المنیر: ج1، ص17

32 الکھف: 47

33 السراج المنیر: ج2، ص382

34 ایضاً: ج1، ص4

35 ایضاً: ج4، ص600

36 جمع من التفاسیر معظمھا ومن القراءات متواترھا، ومن الأقاویل أظھرھا، ومن الأحادیث صحیحھا وحسنھا محرّر الدلائل في ھذا الفنّ مظھر أکد قائق استعملنا الفکر فیھا إذا اللیل جنّ۔ (السراج المنیر، ج4، ص618)

37 السراج المنیر، ج4، ص611

38 ایضاً: ج1، ص551

39 ایضاً: ج2، ص87

40 مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، أبو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمي الرازي الملقب بفخر الدین الرازي خطیب الري (م: 606ھ) دار إحیاء التراث العربي، بیروت الطبعۃ الثالثۃ، 1420ھ، ج10، ص 110

41 البرھان في علوم القرآن، أبو عبد اللہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بھادر الزرکشي (المتوفی: 794ھ)، دار إحیاء الکتب العربیۃ، الطبعۃ الأولی، 1376ھ - 1957 م، ج1، ص36

42 التفسیر والمفسرون، الدکتور محمد السید حسین الذھبي (المتوفی: 1398ھ)، مکتبۃ وھبۃ، القاھرۃ، ج1، ص197

43 السراج المنیر، ج1، ص13

44 ایضاً: ج2، ص595

45 البقرۃ: 282

46 السراج المنیر، ج1، ص186

47 ایضاً: ج4، ص157

48 ایضاً: ج4، ص201

49 الأنعام: 26

50 السراج المنیر، ج1، ص416

51 البقرۃ: 113

52 السراج المنیر، ج1، ص87

53 الزمر: 8

54 السراج المنیر، ج3، ص435

55 البقرۃ: 119

56 السراج المنیر، ج1، ص89

57 البقرۃ: 180

58 السراج المنیر، ج1، ص117

59 الأحزاب: 52

60 السراج المنیر، ج3، ص264

61 معارف القران، مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ، ادارۃ المعارف کراچی، مقدمہ، ج1، ص52

62 الکھف: 21

63 الکھف: 22

64 السراج المنیر: ج2، ص364

65 تفسیر القرآن العظیم (ابن کثیر): ج5، ص134

66 أضواء البیان في إیضاح القرآن بالقرآن، محمد الأمین بن محمد المختار بن عبد القادر الجکني الشنقیطي (المتوفی: 1393ھ)، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت، لبنان، عام النشر: (1415ھ، 1995م)، ج3،

ص206

67 النمل:82

68 السراج المنیر: ج3، ص74

69 البحر المحیط في التفسیر لأبي حیان الأندلسي: ج8، ص268 - 269

70 یوسف:24

71 السراج المنیر: ج2، ص101

72 الحج:52

73 السراج المنیر: ج2، ص559

74 ایضاً: ج2، ص21-22-23-24

75 ایضاً: ج3، ص408